© rasailojaraid.com

معاشی عدل کا اسلامی تصوّر

جناب پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری اسلام آباد

تعارف موضوع

اسلام جیسا کہ اپنے نام سے ظاہر ہے سلامتی اور امن کا مذہب ہے، سلامتی اور امن کا قیام عدل وانصاف کی ترویج اور ظلم وتعدی کی بیخ کنی سے ہی ممکن ہے اس لیے اسلام نے ہمیشہ عدل وانصاف کی اشاعت اور ظلم کے خاتمہ پر زور دیا ہے۔ قرآن مجید اور احادیثِ نبوی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں بے شمار مواقع پر انصاف کرنے اور ظلم سے باز رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ مثلاً قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ کا ایک اہم مقصد اللہ کریم کے بندوں کے درمیان عدل کا قیام بتایا گیا ہے۔ ارشاد ہے۔

اُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَکُمْ [1]

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان عدل کروں۔

ایک دوسرے مقام پر قرآن نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہلوایا ہے۔

قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ [2]

آپ کہہ دیجیے کہ میرے پروردگار نے مجھے انصاف کرنے کا حکم دیا ہے۔

ہم نے قرآن حکیم کی ان بہت سی آیات جو عدل کے قیام کے بارے میں وارد ہوئی ہیں میں سے ان دو آیتوں کا انتخاب کیا ہے کہ ان کا تعلق براہ راست پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ہے، جو اللہ کریم کی زمین پر اللہ کریم کے صحیح ترین خلیفہ تھے۔ چونکہ عدل کا قیام خلیفہ یا امیر کے توسط سے ہوتا ہے اس لیے ان آیات کا انتخاب یہ بتاتا ہے کہ عدل کا قیام مقصدِ نبوت ہے مگر اس کی ترویج خلیفہ یا امیر المؤمنین کے ذریعے ہوگی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عدل کے معانی برابری اور انصاف کے ہیں۔ عدل کا متضاد لفظ ظلم ہے جس کے معانی ہیں۔"
وضع الشیء فی غیر موضعہ (یعنی کسی چیز کا اس کے اصلی مقام (یا حقدار) سے دوسری جگہ رکھنا (یا دینا)، اور ایسا کام صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو ہدایت کے نور سے بے بہرہ ہو کر گمراہی کے اندھیرے میں بھٹک رہا ہو۔ اس لیے ظلم کا ایک ترجمہ اندھیرا بھی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ارشاد میں فرمایا۔

الظلم من ظلمات یوم القیامۃ ۳؎

ظلم قیامت کے دن کے اندھیروں میں سے ایک اندھیرا ہے

اسلام ظلم کو اس کی ادنیٰ ترین شکل میں بھی گوارا نہیں کرتا اور اس کا خاتمہ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک حدیث قدسی میں اللہ کریم کا ارشاد یوں نقل فرمایا ہے۔

یا عبادی! انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلتہ بینکم محرما فلا تظالموا ۴؎

ترجمہ: اے میرے بندو! میں نے کسی پر ظلم کرنا اپنی ذات کے لیے بھی حرام کر دیا ہے۔ اور اس کا ارتکاب کرنا تمہارے درمیان بھی حرام ٹھہرا دیا ہے۔ لہٰذا ایک دوسرے پر ظلم نہ کیا کرو۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاۃ طیبہ میں عدل قائم کیا اور ظلم کا خاتمہ کیا اور امت مسلمہ کو یہ سبق ہمیشہ کے لیے سکھا گئے کہ اس کی تمام جدوجہد اور قربانیوں کا مقصد مخلوق خدا کو دنیا کے نظاموں کے ظلم سے چھٹکارا دلا کر اسلام کے عادلانہ نظام کی طرف لانا ہے۔ یہی وہ درس تھا جس کا اعادہ ایک جلیل القدر صحابی حضرت ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ نے ایران کے بادشاہ یزدجرد کے دربار میں بے باکانہ کر دیا یہ وہاں سفیر بن کر گئے تھے۔

اللہ بعثنا لنخرج الناس من عبادۃ العباد الی عبادۃ اللہ وحدہ ومن ضیق الی سعتہا وعن جور الادیان الی عدل الاسلام ۵؎

ترجمہ: اللہ کریم نے ہمیں بھیجا ہی اس لیے ہے کہ ہم بندوں کو بندوں کی بندگی سے نکال کر اکیلے اللہ کریم کی بندگی میں داخل کر دیں۔ انہیں دنیا کی تنگی سے نکال کر اس کی وسعت میں لے جائیں اور مختلف ادیان اور نظاموں کے ظلم سے چھڑا کر اسلام کے عدل کی طرف پھیر دیں۔
اسلام نے زندگی کے تمام پہلوؤں اور گوشوں کو عدل و انصاف کی برکتوں سے مالامال

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کیا ہے اور کرنا چاہتا ہے۔ مگر یہاں اس مقالہ میں ہم اپنی تمام تر توجہ اسلامی عدل کے اس حصہ پر مرکوز کریں گے جس کا تعلق معاشی نظام سے ہے۔

اسلام کا تصور معاشی عدل

اس موضوع کو مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ فرد کے لیے تعلیمات۔

۲۔ معاشرہ کے لیے تعلیمات۔

۳۔ قوم، حکومت یا ملک کے لیے تعلیمات۔

۴۔ بین الاقوامی سطح پر معاشی عدل کے لیے تعلیمات۔

۱۔ فرد کے لیے تعلیمات

اسلام اپنی تعلیمات کا آغاز فرد سے کرتا ہے، افراد سے قوم اور معاشرہ بنتا ہے۔ اسلام کا عادلانہ معاشی نظام ایک فرد کو سکھاتا ہے کہ وہ اپنی ذات کے ساتھ معاشی انصاف کرے۔ اپنے اہل و عیال کے ساتھ معاشی انصاف کرے اور ملک اور قوم کے ساتھ بھی۔

۱۔ اپنی ذات کے ساتھ کیونکر معاشی انصاف کرے:-

اسلام نے ایک فرد کو "کمانے" اور "خرچ کرنے" دونوں کے بارے میں انصاف کی تعلیم دی ہے۔ مثلاً کمانے ہی کو لیں۔ اس کے بارے میں انسان کو یہ سکھایا گیا ہے کہ اس کا روزی رساں اللہ کریم کی ذات کریم ہے وہ خود نہیں۔ لہٰذا وہ کمائے تو اسے اللہ کریم کا حکم سمجھ کر کمائے اور کمانے میں اتنا نہ الجھ جائے کہ اپنے کریم آقا کو بھول جائے یہ اس کا اپنی ذات پر ظلم ہوگا لہٰذا ارشاد نبوی ہے:

ان نفساً لن تموت حتی تستکمل رزقھا فاجملوا فی طلبہ وتوکلوا علیہ [۶]

ترجمہ: یقیناً کوئی جی اس وقت تک ہرگز نہیں مرتا جب تک وہ اپنا (مقررہ حصہ) رزق پورا نہیں کر لیتا۔ لہٰذا تم رزق کی طلب میں اچھا طریقہ اختیار کیا کرو اور ہر حال میں اس (اللہ کریم کی ذات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پر توکل کرتے رہو۔

اس باب کی دوسری حدیث میں ہے:

اجملوا فی طلب الدنیا فان کلا میسر لما خلق له ؎

ترجمہ: دنیا کی طلب میں باوقار طریقہ اختیار کیا کرو کیونکہ جس شخص کے لیے جو کچھ پیدا کیا جا چکا ہے وہ اسے مل کر رہے گا۔

خرچ کے بارے میں فرد کو بتایا کہ وہ خرچ میں اپنی ذات سے انصاف کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

اذا اتاك مالا فلیر اثر نعمته علیك وکرامته ؎

ترجمہ: جب اللہ کریم تمہیں مال کی نعمت سے نوازیں تو تم پر اس کریم کی اس نعمت اور کرامت کا اثر ظاہر ہونا چاہیئے۔

اسی طرح آمدنی اور خرچ میں اعتدال قائم رکھنے کی تلقین فرمائی۔ بخل اور فضول خرچی دونوں اپنی ذات سے انصاف کے خلاف ہیں اسلام نے ان دونوں کی حوصلہ شکنی فرمائی اور عدل کی راہ اعتدال کی وصیت فرمائی۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذلك قواما ؎

ترجمہ: اور ایمان والے تو ہوتے ہی ایسے ہیں کہ جب وہ خرچ کرتے ہیں تو نہ بے جا اڑاتے ہیں اور نہ کنجوسی سے کام لیتے ہیں بلکہ ان دونوں کی درمیانی راہ (اعتدال) اختیار کرتے ہیں۔

فضول خرچی کرنا کس قدر انصاف سے ہٹ کر ہے۔ اس کا اندازہ اس سے لگائیں کہ فضول خرچ کو شیطان کا ساتھی قرار دیا گیا ہے۔

اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ؎

ترجمہ: بلاشبہ اخراجات میں حد سے تجاوز کرنے والے شیاطین کے بھائی (ہم پلہ) ہیں۔

ب اہل وعیال کے ساتھ معاشی انصاف

اسلام کے معاشی نظام نے ایک فرد کو اپنی ذات کے علاوہ اپنے اہل وعیال اور رشتہ داروں کے ساتھ معاشی انصاف کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اور جن جن افراد کی پرورش اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کفالت کرنا اس کے ذمہ ہے اس کو پورا کر کے ان کے ساتھ معاشی انصاف کرنے کی ضرورت ہے قرآن مجید میں اللہ کریم نے ایک فرد کو اپنی بیوی اور ضمناً اولاد پر خرچ کرنے کی تلقین یوں فرمائی ہے۔

وعلی المولود له رزقهن وکسوتهن بالمعروف لا تکلف نفس الا وسعها[۱۱]

ترجمہ: اور بچے کے باپ کے ذمہ دستور وانصاف کے مطابق ان بیویوں کا کھانا اور کپڑا ہے۔ کسی نفس کو اس کی بساط سے بڑھ کر تکلیف نہیں دی جاتی۔

اس آیت میں یہ اشارہ بھی ہے کہ بیوی خاوند سے اپنا حق کفالت طلب کرتے وقت عدل و انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔

والدین کی کفالت کا حق ادا کرنے کے لیے ارشاد ہے:

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا[۱۲]

ترجمہ: اور والدین کے ساتھ بھلائی کرو۔

رشتہ داروں کے ساتھ معاشی انصاف کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا۔

فات ذی القربی حقه[۱۳]

ترجمہ: قرابت داروں کو ان کا حق ادا کرو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین اور رشتہ داروں کے معاشی حقوق کو ایک ہی حدیث میں یوں اکٹھا کر دیا۔

ان اللہ یوصیکم بامھاتکم (ثلاثا) ان اللہ یوصیکم بآبائکم ان اللہ یوصیکم بالاقرب فالاقرب[۱۴]

ترجمہ: یقیناً اللہ کریم تمہیں تمہاری ماؤں (سے حسن وسلوک اور ان کی کفالت) کے بارے میں وصیت فرماتا ہے (یہ کلمہ مبارک تین بار دہرایا) پھر فرمایا۔ یقیناً اللہ کریم تمہیں تمہارے باپوں کے بارے میں وصیت کرتا ہے۔ یقیناً اللہ کریم تمہیں تمہارے قریب کے اور ان کے بعد قریب کے رشتہ داروں کے بارے میں وصیت کرتا ہے۔

ج۔ فرد معاشرہ سے کیونکر معاشی انصاف کرے

فرد کے مال اور اس کی کمائی میں معاشرہ کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حقوق بھی ہیں۔ قرآن مجید نے ان حقوق کا ذکر مختلف مقامات پر مختلف انداز میں کیا ہے۔ مثلاً یہ آیت ملاحظہ ہو۔

وآتی المال علی حبه ذوی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب ۱۵

ترجمہ: اور دیا کرے مال اس (اللہ کریم) کی محبت پر رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور مسافروں کو اور مانگنے والوں کو اور گردنیں چھڑانے میں۔

معاشرہ میں سب سے پہلے ایک فرد کا واسطہ ہمسایہ سے پڑتا ہے۔ یہ ہمسایہ گھر کے ساتھ بسنے والا بھی ہو سکتا ہے اور ساتھی اور ہم سفر بھی۔ ان سب کے ساتھ انصاف کی ہدایت کی گئی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

والجار ذی القربیٰ والجار الجنب والصاحب بالجنب ۱۶

ترجمہ: اور قرابت کا ہمسایہ (جو رشتہ دار بھی ہو) اور ہمسایہ اجنبی گھر کے قریب کا) اور پاس بیٹھنے والا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسایہ سے معاشی انصاف کی تلقین میں انتہائی حد تک وصیت فرمائی۔

ایک دفعہ فرمایا:

لیس المؤمن الذی یشبع وجارہ جائع ۱۷

ترجمہ: وہ ہرگز مومن نہیں ہو سکتا جو خود تو پیٹ بھر کر کھائے مگر اس کا ہمسایہ بھوکا رہے۔

اسلام کا تصور انصاف کس قدر رحیمانہ ہے کہ وہ غریب ہمسایہ کی کفالت کو مومن ہونے کی شرط قرار دیتا ہے۔

اس طرح مسافر کی کفالت کے لیے فرمایا۔

من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلیکرم ضیفه وجائزته یوم ولیلة ۱۸

ترجمہ: جو فرد اللہ کریم اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی تکریم کرے اور ایک دن اور ایک رات اس کی مہمانی کرے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

معاشرہ میں ایسی بیوہ عورتیں ہوسکتی ہیں جن کے خاوند داغ مفارقت دے گئے ہوں مگر وہ سراپا حیا اپنے گھروں سے باہر کمائی کرنے یا بھیک مانگنے نہ نکلتی ہوں اور ایسے محتاج بھی ہوسکتے ہیں جو کسی کے سامنے دست طمع دراز نہ کرتے ہوں ایسی بیوگان اور محتاجوں سے معاشی انصاف کی ہدایت ان الفاظ میں کی گئی ہے۔

اَلسَّاعِیْ عَلَی الْاَرْمِلَۃِ وَالْمِسْکِیْنِ کَالْمُجَاھِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوِ الْقَائِمِ اللَّیْلَ
وَالصَّائِمِ النَّھَارَ ۹؎

ترجمہ: بیوہ اور مسکین کی امداد کرنے والا ثواب میں اس مجاہد کی طرح ہے جو اللہ کریم کی راہ میں جہاد کرتا ہے یا اس شخص کی مانند ہے جو رات بھر عبادت کرے اور دن کو روزہ رکھے۔

د۔ فرد اسلامی ریاست سے کیونکر معاشی انصاف کرے

فرد پر اسلامی ریاست کا حق ہے کہ اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کے لیے اس پر جو ٹیکس لگائے وہ اسے ادا کرے۔ فقہاء اسلام نے حکومت کے جائز اخراجات پورے کرنے کے لیے اس کے حق ٹیکس کا جواز احادیث یا اقوال صحابہ سے ثابت کیا ہے۔ ان میں سے نہایت اہم یہ ہے۔

وعن ابن عمر انہ قال: فی مالک حق سوی الزکاۃ ۱۰؎

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں "تیرے مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی (اجتماعی) حقوق ہیں"

اس پر مزید بحث آگے آئے گی۔

قرآن مجید نے ایک مسلمان فرد کے معاشی انصاف کو سہل اور قابل عمل بنانے کے لیے اس کے معاشی رویہ کو اس آیت کے ذریعے منضبط کر دیا ہے۔ ارشاد ہے۔

وابتغ فیما اتاک اللہ الدار الآخرۃ ولا تنس نصیبک من الدنیا
واحسن کما احسن اللہ الیک ولا تبغ الفساد فی الارض ۱۱؎

ترجمہ: اور جو کچھ (مال میں سے) تجھے اللہ کریم نے دے رکھا ہے اس کے ذریعے آخرت کے گھر کی طلب کر اور دنیوی زندگی میں بھی اپنے حصہ کو نہ چھوڑ اور اپنے ابنائے جنس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے ساتھ) ایسے بھلائی کر جیسے اللہ کریم نے تیرے ساتھ بھلائی کی ہے اور (اپنے مال کے استعمال سے) زمین میں فساد اور بد امنی نہ پھیلا۔

۲۔ معاشرہ کے لیے تعلیمات

ایک معاشرہ میں اسلام کا معاشی نظام کیونکر معاشی انصاف قائم کرتا ہے۔ اس سوال کے جواب کے لیے مندرجہ ذیل اشارات قابل غور ہیں۔

ا۔ معاشرہ میں جو افراد اغنیاء ہیں انہیں یہ سمجھایا گیا ہے کہ وہ اپنے غریب اور محتاج بھائیوں کی مالی معاونت کر کے ان سے معاشی انصاف کریں۔ اس مدد کی کئی صورتیں ہیں جنہیں دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۱) واجبی

(۲) رضاکارانہ

ا۔ واجبی۔ (Obligatory) اس صورت میں اغنیاء کے اموال میں محتاجوں کا حصہ مقرر کر دیا گیا ہے جو انہیں لازماً ادا کرنا پڑے گا ورنہ وہ مجرم اور ظالم ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

والذین فی اموالھم حق معلوم للسائل والمحروم ۲۲؎

ترجمہ: اور جن کے مالوں میں ایک معلوم حق ہے مانگنے والوں اور (معاشی توڑ میں) ہارے ہوؤں کا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واجب حق کی ادائیگی کا احساس ان زوردار الفاظ میں دلایا ہے۔

من کان معہ فضل ظھر فلیعد بہ علی من لا ظھر لہ، ومن کان لہ فضل من زاد فلیعد بہ علی من لا زاد لہ قال: فذکر من اصناف المال ما ذکر حتی رأینا انہ لا حق لاحد منا فی فضل ۲۳؎

ترجمہ: جس کے پاس قوت وطاقت (یا سواری) کا سامان اپنی حاجت سے زائد ہو اسے چاہیے وہ فاضل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سامان اس محتاج کو دے دے جس کے پاس کچھ نہیں۔ جس شخص کے پاس سامان خورد ونوش ضرورت سے زائد ہو وہ اپنا فاضل سامان محتاج کو دے دے۔ حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح مختلف انواع مال کا ذکر فرماتے رہے حتیٰ کہ ہم نے یہ گمان کر لیا کہ ہم میں سے کسی شخص کو اپنے فاضل مال پر کسی قسم کا حق نہیں۔

اگر اغنیاء یہ منصفانہ معاشی رویہ نہیں اختیار کریں گے جس سے ان کے فقراء سے معاشی انصاف کیا جا سکے تو ایسے اغنیاء اللہ کریم کے ہاں قیامت کے دن مجرم اور ظالم ہوں گے۔ اس سلسلہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فتویٰ قابل توجہ ہے۔

انّ اللّٰہ تعالیٰ فرض علی الاغنیاء فی اقواتھم بقدر ما یکفی فقرائھم فان جاعوا وعروا اوجھدوا فبمنع الاغنیاء وحق اللّٰہ تعالیٰ ان یحاسبھم یوم القیامۃ ویعذّبھم علیہ [۲۲]

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ نے اہل ثروت کے اموال میں ان کے غریبوں کی معاشی حاجت کو بدرجہ کفایت پورا کرنا فرض کر دیا ہے۔ لہٰذا اگر وہ بھوکے ننگے یا معاشی مصائب میں مبتلا ہوں گے تو اس لیے کہ اہل ثروت اپنا حق ادا نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کی اس غفلت کی بازپرس کرے گا اور انہیں اس پر سزا دے گا۔

اس واجبی مدد کی اسلام نے متعدد صورتیں تجویز کی ہیں۔ ان میں نمایاں ترین زکوٰۃ، صدقات واجبہ، نفقات کفارات وصیت وراثت وغیرہ ہیں جن کے ذریعے منصفانہ تقسیم دولت کا نظام قابل عمل بنایا جاتا ہے۔

۲۔ رضاکارانہ امداد۔

معاشی انصاف کی ترویج و ترقی کے لیے اسلام نے اغنیاء کو تعلیم دی ہے وہ اپنے غریب بھائیوں کی معاشی مدد اور فلاح کے لیے صرف اپنی واجبی مالی ذمہ داریوں کو پورا کرنے پر بس نہ کریں بلکہ اس سے ایک قدم آگے بڑھ کر رضاکارانہ طور پر ان کی مدد کریں۔ اس مدد کی مختلف صورتیں ہیں مثلاً صدقات نافلہ خیرات، قرض حسنہ، ہدیہ، عاریت اوقات وغیرہ۔

اس بارے میں ... نظام ... [illegible]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ویؤثرون علیٰ انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ ۲۵؎

ترجمہ: وہ دوسروں (محتاج وغیرہ) کو اپنے پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود فاقہ کشی کر رہے ہوں۔

ویطعمون الطّعام علیٰ حبّہٖ مسکینا ویتیما وّ اسیرا ٥ انّما نطعمکم لوجہ اللّٰہ لا نرید منکم جزآء وّ لا شکورا ٥ ۲۶؎

ترجمہ: وہ اس (کریم اللہ) کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ (اور یوں بھی کہتے ہیں)۔ بلاشبہ ہم تو تمہیں کھانا صرف اللہ کریم کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کھلاتے ہیں نہ ہم تم سے (دنیوی زندگی میں) کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکرگذاری۔

ان تقرضوا اللّٰہ قرضا حسنا یضعفہ لکم و یغفر لکم واللّٰہ شکور حلیم ۲۷؎

ترجمہ: اگر تم اللہ کریم کو (اس کے مفلس بندوں کی کفالت کے لیے) قرض حسنہ دوگے تو وہ اسے (یعنی تمہارے اصل کو) بڑھائے گا اور تمہاری مغفرت بھی کرے گا۔ اور اللہ کریم تو ہیں ہی قدردان اور بردبار۔

ہدیہ کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

تھادوا تحابوا ۲۸؎

ترجمہ: آپس میں تحفہ دیا لیا کرو، اس سے تمہارے درمیان محبت بڑھے گی۔

اس حدیث مبارکہ میں ہدیہ (تحفہ) کا ایک نتیجہ یہ بھی بتایا ہے کہ اس سے دلوں میں محبت کے جذبات پرورش پاتے ہیں۔ عاریت لینے دینے کے بارے میں فقہاء کی رائے ہے۔

واجتمعت الامۃ علی جوازھا واستحبابھا واستحسانھا لما فیما اجابۃ المضطر واغاثۃ الملھوف ۲۹؎

ترجمہ: امت کا اس پر اجماع ہے کہ عاریت نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحسن اور مستحب بھی ہے اس لیے کہ اس میں مضطر کی حاجت روائی اور نادار کی اعانت و امداد ہے۔

وقف کے ذریعے اغنیاء کو اپنی دولت اپنے غریب اور محتاج بھائیوں کو دینے کی تلقین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں فرمائی:

اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الامن ثلثة: صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعو له ۳۰

ترجمہ: جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے تمام اعمال (کے ثواب) ختم ہوجاتے ہیں مگر تین عمل مستثنیٰ ہیں۔ ایک صدقہ جاریہ (بصورت وقف) دوسرا علم نافع اور تیسرا نیک اولاد جو ہر وقت اس کے لیے دعاگو رہے۔

معاشرہ میں معاشی عدل کو ایک حقیقت بنانے کے لیے اسلام ان تمام ذرائع کا قلع قمع کر دیتا ہے جو افراد امت کے معاشی استحصال کا سبب بنتے ہیں۔ مثلاً سود، جوا، لاٹری، ذخیرہ اندوزی، اجارہ داری، ماپ تول کی کمی وغیرہ۔

سود ایک سرمایہ دار کے ہاتھوں اس کے محتاج بھائی کا استحصال ہے، اسلام نے اسے ظلم قرار دیا۔ البتہ جو سود لینے سے توبہ کرلے اس کا اصل بھی واپس نہ دینا ظلم ہے۔ قرآن مجید نے جہاں سود کی ممانعت فرمائی وہاں اس وعید کا خاتمہ ان الفاظ میں کیا ہے:

لا تظلمون ولا تظلمون ۳۱۔

ترجمہ: نہ تم کسی پر ظلم کرو نہ ہی تم پر ظلم کیا جائے گا۔

معاشی استحصال کے تمام ذرائع میں سے جتنی سود خواری کی مذمت کی گئی ہے اتنی کسی اور کی نہیں اور سود خوار کے لیے اللہ کریم اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی وعید سنائی ہے۔

فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من الله ورسوله ۳۲

ترجمہ: اگر تم باز نہیں آؤ گے تو تمہارے خلاف اللہ کریم اور اس کے رسول کا اعلان جنگ ہے

ارتکاز دولت اور ضروریات زندگی کے اکتناز کی وعید قرآن مجید نے ان الفاظ میں کی۔

ويل لكل همزة لمزة الذى جمع مالا وعدده ۳۳

ترجمہ: خرابی ہے ہر اس شخص کے لیے جو دوسروں کو طعنہ دیتا ہے اور ان کے عیب تلاش کرتا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور جس نے مال جمع کیا اور گن گن کر رکھا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو "روک نہ رکھنے" کی تلقین کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مارزقت فلا تخبأ وما سئلت فلا تمنع ۔فقلت یا رسول اللہ! کیف بی بذلك؟ قال: ھو ذاك او النار ۳۴؎

ترجمہ: جو کچھ اللہ کریم نے تجھے بطور رزق دے رکھا ہے اسے چھپا کر نہ رکھ۔ اور جو کچھ تیرے سے مانگا جائے وہ روک نہ لیا کر۔میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! بھلا اس طرح کیونکر ممکن ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یا تو ایسا ہی کرنا پڑے گا یا جہنم میں جانا پڑیگا۔

اجارہ داری اور مصنوعی گرانی کی مذمت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من احتکر فھو خاطی۔۔۔۔ والمحتکر ملعون ۳۵؎

ترجمہ: جس نے ذخیرہ اندوزی کی وہ خطا کار ہے۔ احتکار کرنے والا لعنتی ہے۔

من احتکر طعاما اربعین یوما فقد بری من اللہ وبری اللہ منہ ۳۶؎

ترجمہ: جس نے اشیاء خوردنی (Food Stuff) کو چالیس دن تک روکے رکھا اس نیت سے کہ ان کی قیمت چڑھ جائے تو بازار میں لائے) وہ اللہ کریم کے کرم سے فارغ ہے اور اللہ کریم کو اس سے کوئی واسطہ نہیں،

ب (۱) جوا اور لاٹری کے کاروبار کی ممانعت میں قرآن مجید کا ارشاد ہے۔

یا ایھا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطٰن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون ۳۷؎

ترجمہ: اے ایمان والو! یہ شراب (کا کاروبار) اور بت اور پانسے شیطانی کاموں میں سے گندے کام ہیں۔ انہیں چھوڑ دو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

یہاں جوا کی وہ عام شکل ہی نہیں جو نقد کے ذریعے کھیلا جاتا ہے بلکہ اس میں وہ تمام صورتیں شامل ہیں جو تجارت کے نام سے کی جاتی ہیں، لیکن درحقیقت وہ جوا (قمار) ہی کی قسمیں کہلاتی ہیں۔ اگر آپ کاروبار سے واقف ہیں تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ تجارتی جوا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کس طرح ملک اور قوم کے اقتصادی نظام کو تباہ اور پراگندہ کرتا ہے اور بغیر محنت نفع حاصل کرنے کے لالچ میں کس طرح اپنے ہموطنوں کے ساتھ ظلم کر رہا ہے ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ جاہلیت کی ان تمام کاروباری مشکلوں کو محو کر دیا جن میں جوا کے عناصر پائے جاتے تھے ۔ مثلاً

بیع ملامستہ ۔

بیع ملامستہ ۔ اس بیع کی صورت میں بائع اور مشتری کے درمیان یہ طے ہو جاتا تھا کہ بغیر دیکھے اور حقیقت معلوم کیے مشتری کے درمیان یہ طے ہو جاتا تھا کہ بغیر دیکھے اور حقیقت معلوم کیے مشتری جس مبیع (Goods for sale) کو چھو لے وہ اس کا خرید وار بن جاتا ۔

بیع منابذہ ۔ اس بیع میں یہ طے ہوتا تھا کہ بائع جس میں مبیع Goods for Sale کو مشتری کی طرف پھینک دیتا وہ بغیر معاملہ کے مشتری کو خریدنا پڑتی ۔

بیع حصاۃ ۔ بیع حصاۃ یہ ہوتی کہ متعدد اشیاء فروخت کے لیے رکھ دی جاتی تھیں اور مشتری کوئی ٹھکری یا اس قسم کی کسی شئے کو ان اشیاء کی طرف پھینکتے اور جس چیز کو وہ ٹھکری چھو جائے خواہ وہ کسی قیمت کی ہو خریدار کو خریدنا پڑتی تھی ۔

بیع محاقلہ ۔ بالیوں میں کچھ غلہ کا تبادلہ اس غلہ سے کرنا جو موجود ہے ۔

بیع مزابنہ ۔ پکے اور توڑے ہوئے پھلوں کا تبادلہ ان پھلوں سے کرنا جو ابھی درخت پر ہوں ۔

مخابرہ : اجارہ پر دی گئی زمین کی پیداوار سے ایک متعین (Fixed) مقدار اناج یا پیداوار کی شرط لگانا ۔

یہ تمام معاشی ظلم کی شکلیں تھیں جنہیں اسلام کے نظام عدل نے گوارہ نہ کیا اور ناجائز قرار دے دیا ۔

معاشرہ میں معاشی ظلم کی ایک صورت اجیر اور آجیر یا محنت اور سرمایہ کے تنازعہ کی صورت میں پائی جاتی ہے ۔ محنت اور سرمایہ کے تنازعہ Labour Capital Conflict کے اثرات صرف ان دونوں تک محدود نہیں رہتے بلکہ پورے معاشرہ اور قومی معیشت پر اس کا اثر پڑتا ہے ۔ سرمایہ دار مزدور کا حق خدمت ادا کرنے میں انصاف نہیں کرتا اور مزدور تنخواہ لے کر بھی کام چوری سے کام لیتا ہے ۔ مزدور اپنے حق کے حصول کے لیے ہڑتال Strike کرتا ہے تو سرمایہ دار اپنے حق کے دفاع اور مزدور کا دماغ درست کرنے کے لیے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تالہ بندی (Lock Out) کا حربہ استعمال کرتا ہے۔ نتیجۃً پیداوار رک جاتی ہے، اشیاء کی قلت پیدا ہو جاتی ہے، قیمتیں چڑھ جاتی ہیں اور قوم معاشی پریشانی کا شکار ہو جاتی ہے۔ اسلام کے معاشی نظام عدل نے اس غیر پسندیدہ صورت حال کو ہرگز برداشت نہیں کیا بلکہ آجر اور مزدور دونوں کے اپنے اپنے حقوق اور فرائض متعین کر دیے ہیں اور ہر ایک سے اس کی دیانت دارانہ ادائیگی کا مطالبہ کیا ہے۔ اسلام نے سرمایہ دار کو یہ سکھا دیا ہے کہ مزدور یا ملازم اس کا بھائی ہے۔ اس سے بھائی کا سا معاملہ کیا ہے۔" آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

ان اخوانکم خولکم جعلهم الله تحت ایدیکم فمن کان اخوه تحت یده فلیطعمه مما یأکل ولیلبسه مما یلبس ولا تکلفوهم ما یغلبهم فان کلفتموهم ما یغلبهم فاعینوهم ۳۸ھ

ترجمہ: یقیناً تمہارے بھائی ہی تو تمہارے خادم ہیں جنہیں اللہ کریم نے تمہارے ماتحت کر دیا ہے۔ لہٰذا جس کسی کا بھائی اس کے ماتحت ہو وہ اسے اس میں سے کھلائے جو خود کھاتا ہے۔ اور اسے اسی سے پہنائے جو خود پہنتا ہے۔ تم ان سے ایسی مشقت کا بار نہ اٹھواؤ جو انہیں مغلوب کر دے۔ اگر کبھی ایسا بوجھ اٹھوانا ہی پڑ جائے تو پھر ان کے شریک حال بن کر ان کا ہاتھ بٹایا کرو۔

اس حدیث مبارکہ سے بہت سے نتائج اخذ کیے جا سکتے ہیں مگر ہمارے موضوع کی روشنی میں حدیث کی مندرجہ ذیل باتیں قابل توجہ ہیں۔

۱۔ مزدور اور آجر بحیثیت انسان دونوں برابر ہیں۔ وہ معاشی زندگی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں جن کے باہمی صحت مندانہ تعاون اور اشتراک عمل کے بغیر معاشی فلاح کا تصور ہی غیر ممکن ہے۔

۲۔ وہ آقا اور غلام نہیں بلکہ بھائی بھائی ہیں۔ اس تصور سے ان کے تعلقات کتنے خوشگوار ہوں گے۔ اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

۳۔ جو خود کھاؤ وہ ان کو کھلاؤ اور جو خود پہنو وہ ان کو بھی پہناؤ" کا مطلب معاشی زندگی میں برابری نہ بھی لیا جائے تو کم از کم یہ امر ضرور واضح ہوتا ہے کہ ان کی تنخواہ اتنی مقرر کی جائے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جس کے ذریعے بنیادی ضروریات زندگی کے پورا ہونے اور کرنے میں مزدور آجر کے برابر ہو۔

۷۔ مزدور سے اتنا ہی کام لیا جائے جتنا وہ باآسانی کر سکیں۔ بالفاظ دیگر جس کام اور اوقات کام کا معاہدہ ہوا ہے اس سے بڑھ کر کام نہ لیا جائے۔

آجر اور مزدور کے جھگڑے کی ایک بڑی وجہ آج کا مزدور سے کام لینا اور تنخواہ نہ دینا یا کم دینا یا وقت پر نہ دینا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مبارک تعلیمات سے اس کا علاج کر دیا ہے۔

چند ارشادات پر غور فرمائیں۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن استجار الاجیر حتی یبین لہ اجرہ ۳۹

ترجمہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجیر کو اس کی مزدوری (اجرت یا تنخواہ) بتائے بغیر کام پر لگانے سے منع کر دیا۔

اعطوا الاجیر اجرہ قبل ان یجف عرقہ ۴۰

ترجمہ: مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کر دو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ارشاد میں فرمایا کہ تین شخص ایسے ہیں جو قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مخالف پائیں گے اور جس کے آپ مخالف ہوں گے اسے ہرا کر چھوڑیں گے ان میں کا ایک وہ شخص ہے۔

رجل استاجر اجیرا فاستوفی منہ ولم یعطہ اجرہ ۴۱

ترجمہ: ایک وہ شخص جس نے ایک آدمی کو مزدور رکھا، پھر اس سے کام تو پورا کرایا مگر اسے اجرت نہ دی۔

اسی طرح مزدور کو بھی تلقین کی کہ وہ اپنے آجر بھائی کے حقوق کا خیال رکھے، کام چوری اور بد دیانتی سے کام نہ لے، نہ دھوکہ دے، نہ غبن کرے۔ قرآن مجید نے اس کی طرف

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس آیت میں اشارہ فرمایا ہے۔

ان خیر من استاجرت القوی الامین ۴۲؎

ترجمہ: یقیناً بہترین آدمی جو آپ مزدور (ملازم) رکھ سکتے ہیں وہ ہے جو مضبوط (ارادہ و قوت کا) ہو اور امانتدار ہو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدور کو آجر سے خیر خواہی اور بھلائی کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

خیر الکسب کسب العادل اذا نصح ۴۳؎

ترجمہ: بہترین کمائی مزدور کی کمائی ہے بشرطیکہ وہ خیر خواہی اور بھلائی سے کام والے کا کام انجام دے۔

ان تعلیمات طیبات کے ذریعے اسلام آجر کے ظلم سے مزدور کو اور مزدور کی بدنیتی سے آجر کے نقصان کا تحفظ کرتا ہے۔

معاشرہ میں معاشی ظلم کی ایک اور شکل ناپ تول کی کمی اور ملاوٹ ہے۔ کارخانہ دار دوکان دار اور کاروباری لوگ ناپ تول کی کمی اور ملاوٹ کے ذریعے اپنے ابنائے جنس سے معاشی ظلم کرتے ہیں۔ اسلام کے نظام عدل نے ان دونوں ظالمانہ صورتوں کو بن و بیخ سے اکھاڑ دینے کی نصیحت فرمائی ہے۔ ناپ تول کی کمی کے عذاب اور مذمت کے بارے میں قرآن مجید میں متعدد آیات آتی ہیں مثلاً۔

ویل للمطففین۔ الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون۔ واذا کالوھم اووزنوھم یخسرون ۴۴؎

ترجمہ: خرابی ہے گھٹا کر دینے والوں کے لیے۔ وہ لوگ کہ جب دوسرے لوگوں سے ناپ کرلیں تو پورا پورا لیں اور جب دوسرے لوگوں کو ناپ کر یا تول کر دیں تو کم دیں۔

ولا تنقصوا المکیال والمیزان ۴۵؎

ترجمہ: اور ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاءَهُمْ ؎۱۳

ترجمہ: اے قوم! پورا پورا دیا کرو ماپ کر اور تول کر انصاف سے۔ اور لوگوں کو ان کی (خریدی ہوئی) اشیاء کم کر کے نہ دیا کرو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجار کو ماپ تول کی کمی کے عذاب اور انجام سے ڈراتے ہوئے فرمایا:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاصحاب الکیل والمیزان انکم قد ولیتم امرین ھلکت فیھما الامم السابقۃ قبلکم ؎۱۴

ترجمہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپ اور تول والوں کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا: یقیناً تمہیں دو ایسے کاموں کی نگرانی سونپی گئی ہے جنہوں نے تم سے پہلی قوموں کو ہلاک کر دیا (یعنی ناپ تول کی کمی کر کے ہلاک ہوگئے)۔

الغرض یہ اسلام کی وہ عادلانہ اور حکیمانہ تعلیمات ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر ایک معاشرہ کے تمام افراد معاشی عدل و انصاف کی برکات حاصل کر سکتے ہیں۔

۳۔ **حکومت کی ذمہ داریاں:** اسلام کے نظام معاشی عدل کے قیام کے لئے اسلامی ریاست کا کیا کردار ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ ملک سے تمام معاشی بدعنوانیوں کا خاتمہ کرنا۔

۲۔ معاشی عدل کے حصول اور معاشی کاروبار پر مسلسل جاری رہنے کے لئے پر امن حالات پیدا کرنا۔

۳۔ معاشی استحصال کے خاتمہ کے لیے اسلام کے بتائے گئے اصولوں کو رواج دینا۔

۴۔ آجر و مزدور کا جھگڑا چکانے کے لیے شرعی قوانین کا سہارا لینا۔

۵۔ دولت اور ذرائع پیداوار کی منصفانہ تقسیم کے لیے جدوجہد کرنا۔

۶۔ کام کے اہل افراد کو ان کی تعلیمی لیاقت اور ہنرمندی کے مطابق روزگار کے مواقع فراہم کرنا۔

۷۔ معذوروں، محتاجوں اور مساکین کی کفالت کرنا وغیرہ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان مقاصد کے حصول کے لیے حکومت کو نجی شعبہ PrivateSector اور سرکاری شعبہ Public Sector دونوں کی اصلاح کے لیے کچھ ذمہ داریاں پوراکرنا پڑتی ہیں ۔ نجی شعبہ کی اصلاح کے لیے ان تمام اسلامی قوانین کا نفاذ کرنا پڑے گا جو نجی شعبہ میں معاشی ظلم کی تمام صورتوں کو ختم کرسکیں مثلاً سود، جوا، اجارہ داری، سٹہ وغیرہ کو روکنے کے لیے قانون بنایا جاسکتا ہے ۔ بازار زر اور بازار اشیاء و خدمات کو کنٹرول کرنے کے لیے حسبہ کے نظام کو بروئے کار لاسکتی ہے ۔ اس ضمن کے چند نظائر ملاحظہ ہوں:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر علی صبرۃ طعام فدخل یدہ فیھا فنالت اصابعہ بلا۔ فقال: ما ھذا یا صاحب الطعام؟ فقال۔ اصابتہ السماء یا رسول اللہ، قال افلا جعلتہ فوق الطعام کی یراہ الناس " من غش فلیس منا "[۴۸]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار اناج کے ایک ڈھیر کے پاس سے گذرے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنا دست مبارک ڈالا تو آپ کی انگلیوں نے نمی محسوس کی ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " اسے اناج والے یہ کیا ہے ؟" اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ! یہ آسمان کی اوس (نمی) کا اثر ہے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم نے اس (گیلے حصہ) کو باقی اناج کے اوپر کیوں نہ رکھ دیا تاکہ تمام (خریدار) لوگ اسے دیکھ لیتے ۔ (دیکھو) جس کسی نے ہمارے ساتھ ملاوٹ (اور دھوکہ کیا) وہ ہم میں سے نہیں ہے "۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کاروباری سرگرمیوں کی نگرانی اور کاروباری افراد کو اسلام کے نظام عدل کی حدود کا پابند رکھنے کے لیے ایک خصوصی افسر مقرر کیا تھا[۴۹] حضرت عمر رضی اللہ عنہ حسبہ کا یہ کام بذات خود بھی انجام دیتے تھے اور بازار کی نگرانی کے لیے حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ کو مامور کر رکھا تھا[۵۰]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایک دفعہ آپ رضی اللہ نے پانی ملے دودھ کو زمین پر بہا دیا[۵۱] تاکہ ملاوٹ کرنے والوں کو عبرت ہو اور عوام الناس کے ساتھ معاشی ظلم نہ ہو۔

۲۔ محتاجوں کی معاشی کفالت کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے اور اس فرض کو پورا کرکے ہی وہ ان سے معاشی انصاف کرسکتی ہے۔ چند نظائر قابل توجہ ہیں۔

ما من عبد یسترعیہ اللہ رعیۃ فلم یحطھا بنصیحۃ لم یجد رائحۃ الجنۃ [۵۲]

ترجمہ: جس شخص کو اللہ کریم اپنے بندوں کا نگران بنائے۔ پھر ان کے ساتھ خیر خواہی نہ کرے تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پا سکے گا۔

السلطان ولی من لا ولی لہ [۵۳]

ترجمہ: جس کا کوئی سرپرست نہیں اس کا سلطان و بادشاہ، صدر سرپرست ہے۔

ما من امام یغلق بابہ دون ذوی الحاجۃ والخلۃ والمسکنۃ اغلق اللہ ابواب السماء دون خلتہ وحاجتہ ومسکنتہ۔ [۵۴]

ترجمہ: جو سردار قوم اپنا دروازہ اہل حاجت، غرباء اور محتاجوں کے لیے بند کر دیتا ہے۔ اللہ کریم اس کی ضرورت، حاجت اور مسکنت کے لیے اپنی رحمت کا دروازہ بند کر لیتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس ذمہ داری کا کس قدر احساس تھا اس کا اندازہ اس قول سے لگائیے۔

لو مات جمل جیاعاً علی شط الفرات لخشیت ان یسألنی اللہ عنہ [۵۵]

ترجمہ: اگر کوئی اونٹ بھی (بھوکوں) دریائے فرات کے کنارے مرگیا تو مجھے ڈر ہے کہ اللہ کریم اس کے بارے میں مجھ سے ضرور باز پرس کرے گا۔

۳: ۳۔ تمام جسمانی اور دماغی طور پر کام کے اہل افراد کو روزگار کے مواقع فراہم کرنے کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ نظیر ملاحظہ ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک انصاری صحابی آکر سوال کرتے ہیں۔ آپ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ کیا تیرے پاس کچھ ہے۔ اس نے کہا ایک موٹی کمبلی اور ایک پیالہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دونوں لے کر آئے۔ آپ نے ان دونوں چیزوں کو دو درہم میں فروخت کرادیا اور اس کی قیمت سے ایک کلہاڑا اور ایک رسی لے کر اسے دی اور حکم دیا کہ وہ جنگل میں جاکر لکڑیاں کاٹ کر لائے، بازار میں بیچا کرے اور ۱۵ دن بعد آپ کو اپنی معاشی حالت کی رپورٹ بھی دے۔[۵۶]

اس حدیث مبارکہ سے مندرجہ ذیل دو باتیں واضح ہوتی ہیں۔

۱۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بحیثیت سربراہ مملکت ہونے کے اپنے ایک قابل کار صحابی کے لیے روزگار کی فکر کرنا اور ان کے حالات کے مطابق اس کو بتانا۔

۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے اس صحابی کو ہدایت کرنا کہ وہ آکر اپنی معاشی خوشحالی کی اطلاع دے۔

۳:۴ ریاست کے ذریعے عوام کو معاشی انصاف مہیا کرنے کے لیے حکومت ملک کے اغنیا پر چند ٹیکس بھی لگاتی ہے جن کے ذریعے حکومت اپنے کفالت عامہ کے پروگرام کو کامیابی کے ساتھ چلاتی رہے۔ سرحدوں کی حفاظت کرے تاکہ عوام امن کے ساتھ اپنی معاشی سرگرمیاں جاری رکھ سکیں، اندرون ملک امن و امان قائم رکھنے کے لیے پولیس، عدلیہ اور انتظامیہ رکھے تاکہ لوگ اپنے معاشی انصاف کے حصول کے لیے ان سے رجوع کر سکیں۔ مگر ان ٹیکسوں کا مقصد صرف اور صرف عوام کو معاشی انصاف مہیا کرنا ہوتا ہے اور ان ٹیکسوں کا نفاذ اور وصولی بھی انصاف سے کی جاتی ہے۔

اسلام میں ٹیکس کا مقصد کیا ہے؟ اس کا جواب امام ابو یوسفؒ نے یوں دیا ہے۔

رفع الظلم عن رعیة والصلاح لامرهم[۵۷]

ترجمہ رعایا سے ظلم کو دور کرنا اور ان کے معاملات کی اصلاح کرنا یعنی ظالمانہ ٹیکسوں سے انہیں چھٹکارا دلانا اور ان سے لیے گئے ٹیکسوں کو ان کی بھلائی اور ترقی کے لیے استعمال کرنا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ ٹیکس لگائے کس اصول کے تحت جائیں؟ قرآن مجید نے یہ اصول بتایا ہے۔

یسئلونك ماذا ینفقون قل العفو ۵۸؎

ترجمہ: وہ آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا خرچ کریں؟ آپ کہیں جو زائد از ضرورت ہو۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے عاملین (Tax Collectors) کو ہدایت کرتے وقت اسی قرآنی اصول کی وضاحت یوں کی ہے۔

وان لا یأخذ منھم الا فضلھم عن رضاھم ۵۹؎

ترجمہ: ان کی رضامندی سے ان سے اتنا ہی مال لیا جائے جو ان کی ضرورت سے زائد ہو اسلام کے دو مایہ ناز فقیہ اور ماہرین معاشیات امام ابویوسف اور امام ابوعبید قاسم بن سلام نے اس قرآنی اصول کو اس طرح نافذ کرنے کی ہدایت کی ہے۔

لا تکلفوھم مالا تطیقون ۶۰؎

ترجمہ: ان کی برداشت سے زیادہ ان پر ٹیکس نہ لگاؤ۔

ٹیکسوں کے نفاذ اور وصولی کے سلسلہ میں ظلم کے نقصانات اور انصاف کی برکات کے بارے میں امام ابویوسف نے نہایت عمدہ بات کہی ہے۔

ان العدل و انصاف المظلوم وتجنب الظلم مع ما فی ذلك من الامر یزید به الخراج وتکثر به عمارۃ البلاد والبرکۃ مع العدل تکون وھی تفقد مع الجور، والخراج الماخوذ مع الجور تنقص البلاد به تخرب الخ ۶۱؎

ترجمہ: یقیناً عدل اور مظلوم کے ساتھ انصاف اور ظلم سے پرہیز، ان باتوں میں جو کچھ اجر و ثواب ہے وہ تو ظاہر ہے، اس کے علاوہ یہ فائدہ ہے کہ اس سے خراج بڑھتا ہے اور شہروں کی آبادی پھیلتی ہے۔ انصاف سے برکت میں اضافہ ہوتا ہے جب کہ ظلم سے برکت مٹ جاتی ہے۔ جو لگان (ٹیکس) ظلم سے وصول کیا جاتا ہے اس سے شہر اجڑ جاتے ہیں اور ملکوں میں تباہی اور خرابی آتی ہے۔

اسلام کے نظام معاشی عدل نے ملکی سطح پر حکومت کو عوام سے ظالمانہ ٹیکس وصول

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کرنے سے منع کیا ہے البتہ جائز اور فلاحی ٹیکسوں کی ادائیگی کے لیے عوام کو تاکید کی ہے۔
علامہ ماوردیؒ جو بیک وقت ایک فقیہ، معیشت دان اور سیاست دان تھے اس بارے میں بڑی حکیمانہ بات کہی ہے۔

لان الزیادة ظلم فی حقوق الرعیة، النقصان ظلم فی حقوق بیت المال ۶۲

ترجمہ: (ٹیکسوں میں) زیادتی رعایا پر ظلم ہے اور (عوام کا ٹیکسوں کو نہ ادا کرنے سے) کمی بیت المال پر ظلم ہے۔

اس پر جمہور فقہاء کا اجماع ہے کہ اسلامی ریاست میں ضرورت کے تحت عوام پر ٹیکس لگانے کی اجازت ہے مگر ان کا مقصد معاشی انصاف کا حصول ہے، معاشی ظلم کی ترویج نہیں۔

اس ساری بحث سے آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ اسلام ملکی اور قومی سطح پر اسلامی ریاست کے ذریعے جو اپنا معاشی نظام قائم کرنا چاہتا ہے اس کا مقصد اللہ کریم کے بندوں کو انصاف مہیا کرنا ہے اور ان کی معاشی فلاح میں اضافہ کرنا ہے۔

۴۔ بین الاقوامی سطح پر معاشی عدل کے لیے تعلیمات

۱: اسلام تمام انسانوں کے لیے پیغام رحمت وعدل ہے۔ اس کی نگاہ میں ساری مخلوق اللہ کریم کی ہے اور تمام انسان اللہ کریم کے بندے اور آپس میں بھائی ہیں۔ تمام انسان معاشی حاجات میں برابر ہیں اور کسی امیر کو کسی غریب پر کوئی برتری نہیں۔ قرآن مجید کا یہ ارشاد جہاں انسانی رنگ و نسل کی برابری کا درس دیتا ہے وہاں معاشی حاجات میں ان کی برابری کا بھی درس دیتا ہے۔ ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۶۳

ترجمہ: اے انسانو! اپنے اس پروردگار سے ڈرتے رہا کرو جس نے تم سب کو ایک جان (حضرت آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا اس سے اس کا جوڑا پیدا کیا پھر ان دونوں کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ذریعے بہت سے مردوں اور عورتوں کو پھیلا دیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک حدیث مبارکہ میں فرمایا۔

کلکم بنو آدم و آدم خلق من تراب ۶۴

ترجمہ: تم سارے کے سارے آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا۔

اسلام کا نظام معاشی عدل ان نصوص کی روشنی میں تمام انسانوں کے درمیان معاشی تعلقات کا داعی ہے۔

۲۔ ان معاشی تعلقات کی بنیاد محض انسانی ہمدردی، انسان کی ضروریات کی تکمیل اور ان کی معاشی فلاح ہے۔ اسلام کا نظام معاشی عدل تمام ملکوں، قوموں اور انسانوں کو دوسروں کے ساتھ معاشی انصاف، ہمدردی اور خیر خواہی کی تعلیم دیتا ہے۔ داعی عدل و انصاف پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اَلْخَلْقُ عَیَالُ اللّٰہِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عَیَالِہٖ ۶۵

ترجمہ: ساری مخلوق اللہ کریم کا کنبہ ہے" لہٰذا اللہ کریم کو اپنی مخلوق میں سے سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اللہ کریم کے کنبہ سے زیادہ حسن سلوک کرے۔

اس معاشی تعاون اور خیر خواہی کی بنیاد کیا ہو گی؟ اسلام کے ابدی اور ازلی اصولوں میں اس کا جواب ملتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۶۶

ترجمہ: نیکی اور پرہیزگاری کے معاملات میں تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی کے معاملات میں پہلوتہی کیا کرو۔

گو ساری زمین اللہ کریم کی زمین ہے اور اسلام ملکی پابندیوں اور حدود کا مذہب نہیں جہاں جہاں کوئی مسلمان بستا ہے وہ اسلام کی زمین ہے ان کی معاشی حاجات کی تکمیل کرنا اسلام اپنا فرض سمجھتا ہے۔ وہ یہ ہرگز نہیں چاہتا کہ اس کی زمین کے ایک حصہ پر انسان دولت کا بے جا استعمال کرے، پیداوار کو سمندر میں پھینک کر ضائع کر دے اور دوسری طرف انسان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھوکوں مر رہے ہوں جو ملک کسی شے کی پیداوار میں تخصیص حاصل کر لے وہ اس کے فوائد دوسروں تک پہنچائے۔ لیکن وہ زمین جس پر بدقسمتی سے ایسے انسان آباد ہیں جنہیں نعمت اسلام نصیب نہیں ہو سکی، وہ کفار ہیں، اور ان میں کئی ممالک مسلمانوں کے ساتھ حالت امن میں ہیں اور کئی دشمن ہیں ان سے معاشی تعلقات کے بارے میں اسلام کی کیا پالیسی ہوگی؟ قرآن مجید نے اسے واضح دیا ہے۔

لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۔ اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓي اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ [۶۷]

ترجمہ: اللہ کریم تمہیں ان لوگوں سے نہیں منع کرتا جو تم سے دین کے بارے میں نہ لڑے ہوں اور انہوں نے تمہیں تمہارے گھروں سے نہ نکالا ہو کہ تم ان سے بھلائی اور انصاف کا معاملہ کرو (بلکہ کرو کیونکہ) یقیناً اللہ کریم تو انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اللہ کریم تو تمہیں ان لوگوں سے روکتا ہے جو تم سے دین کے بارے میں لڑے، جنہوں نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اور دیس نکالا پر وہ مجتمع ہو گئے کہ تم ان سے دوستی کرو، اور جو کوئی ان (کافروں) سے دوستی کریں وہی ظالم ہوں گے۔

ان آیات میں واضح اشارہ ہے کہ اسلام اپنے نظام عدل معاشی کی برکات صرف اور صرف ان قوموں سے روکتا ہے جو مسلمانوں کے دین کے دشمن ہوں اور حالت جنگ میں ہوں باقی سب سے معاشی تعلقات کی اجازت ہے اور ان تک معاشی ترقیات کا ثمرہ پہنچانے کی ترغیب ہے۔ لیکن اسلام کا نظام معاشی اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھ کر احسان کا رویہ اختیار کرتا ہے اور تاریخ اسلام میں ایسے واقعات بھی ہیں جہاں حربی کفار کے ساتھ احسان کا معاملہ کیا گیا ہے۔ امام محمدؒ نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایسا واقعہ نقل کیا ہے جو بین الاقوامی سطح پر اسلام کے معاشی عدل سے بڑھ کر اس کے معاشی احسان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی دلیل ہے۔ لکھتے ہیں

وبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خمس مئۃ دینار الی مکۃ حین قحطوا، وأمر بدفع ذلك الی ابی سفیان بن حرب وصفوان بن امیہ لیفرقا علی فقراء اہل مکۃ ۶۸ھ

ترجمہ: جب اہل مکہ قحط کا شکار ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ پانسو درہم بھیجے اور قاصد کو حکم دیا کہ یہ دراہم ابوسفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ (سرداران قوم) کو دیے جائیں تاکہ وہ انہیں مکہ کے محتاجوں میں بانٹ دیں۔

یہ معاشی احسان اس وقت کیا گیا جب قریش مکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کے پیاسے اور دین اسلام کے بدترین دشمن تھے۔

بین الاقوامی سطح پر امیر اور ترقی یافتہ ممالک کے ہاتھوں ترقی پذیر اور پسماندہ ممالک کے معاشی استحصال کے لیے کسٹم کے ظالمانہ قوانین کے ذریعے درآمد کنندگان پر بھاری ٹیکس (Custom Duties) لگائے جاتے ہیں جو معاشی انصاف کے حصول کی راہ کا بڑا پتھر ہیں۔ اسلام نے اس پتھر کو روز اول ہی سے ہٹا دیا جب اس نے ساری مخلوق کو اللہ کریم کا کنبہ کہا۔ جیسا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے۔ لیکن جب دوسرے ممالک تاجروں پر ٹیکس لگائیں تو اسلام کا نظام عدل اسلامی ریاست کو صرف اسی مقدار میں کفار کے ممالک کے تاجروں پر ٹیکس لگانے کی اجازت دیتا ہے۔ زیادتی کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنے گورنر ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو اس سلسلے میں جاری کردہ ہدایت نامہ اس کی دلیل ہے۔

خذ انت منهم كما يأخذون من تجار المسلمين ۶۹ھ

ترجمہ: ان (کفار) سے اتنا ہی (محصول) لیجیے جتنا وہ مسلمان تاجروں سے لیتے ہیں۔

اس ہدایت نامہ میں ایک اور نکتہ بھی صاف نظر آ رہا ہے کہ یہ محصول بھی بین الاقوامی سطح پر معاشی عدل کی ترویج کے لیے ہے۔ جب ... کفار پر اتنا ہی ... گے جتنا وہ لگاتے ہیں تو ایک طرف مسلمان تاجروں کو تحفظ نصیب ہوگا دوسری طرف مسلمان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ریاست کو ایک فلاحی ٹیکس کا ذریعہ آمدن مل جائے گا، تیسری جانب اور سب سے اہم یہ فائدہ کہ کفار بھی اپنے ٹیکس کی مقدار کم رکھیں گے تاکہ مسلمان ممالک بھی ان کے تاجروں پر ٹیکس کی مقدار کم لگائیں۔ گویا کہ اسلام کا یہ نظام درآمدی برآمدی ٹیکس بھی بین الاقوامی تجارت میں حصول عدل کے لیے ہے۔ اس طرح اسلام بین الاقوامی سطح پر معاشی انتقام (Economic Retaliation) کی بجائے معاشی عدل (Economic Justice) قائم کرتا ہے۔

الغرض، اس مختصر بحث سے آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ اسلام اپنے عادلانہ نظام کے ذریعے کس طرح ایک فرد، ایک معاشرہ، ایک قوم یا ملک اور اقوام عالم کیلئے معاشی انصاف قائم کرتا ہے اور اس معاشی انصاف کا حصول اور اس کی ترویج کا طریقہ کار بھی نہایت سہل، فطرتی اور قابل عمل ہے۔ اللہ کریم ہمیں اسلام کے معاشی نظام عدل کی برکات سے مالا مال کرے۔ (آمین)۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مصادر مراجع

۱ے القرآن: سورہ الشوریٰ: ۱۵

۲ے الاعراف: ۲۹

۳ے ولی الدینؒ: مشکوٰۃ المصابیح، باب الظلم، حدیث نمبر ۱

۴ے رواہ مسلم عن ابی ذرؓ بحوالہ امام نووی: اربعین، حدیث نمبر ۲۴

۵ے ابن کثیرؒ: البدایۃ والنہایۃ، بحوالہ ابوالحسن علی الحسنی الندوی: ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین، دار السلام، حلب، بیروت، ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء، ص ۱۲۷

۶ے ابن ماجہ: السنن، باب التجارہ، حدیث نمبر ۸

۷ے ایضاً: محولہ بالا، حدیث نمبر ۶

۸ے ابوداؤد: السنن مع حاشیہ عون المعبود، دار الکتاب العربی، بیروت، کتاب اللباس، باب فی الخلقان وغسل الثوب، حدیث نمبر ۲

۹ے القرآن: ۲۵: ۶۷

۱۰ے القرآن: ۱۷: ۶

۱۱ے القرآن: ۲: ۲۳۳

۱۲ے القرآن: ۱۷: ۲۲

۱۳ے القرآن: ۱۷: ۲۶

۱۴ے ابن ماجہ: محولہ بالا۔ کتاب الادب، حدیث نمبر ۳۶۶۱

۱۵ے القرآن: ۲: ۱۱۷

۱۶ے القرآن: ۴: ۳۶

۱۷ے جامع الترمذی مع شرح تحفۃ الاحوذی، دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۳۴۶ھ، ج ۳ ص ۱۲۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۸ھ ابن ماجہ: محولہ بالا، حدیث نمبر ۳۶۷۵
۱۹ھ بخاری: صحیح، جلد دوم، کتاب النفقات، باب اوّل، حدیث نمبر ۳
۲۰ھ ابن حزمؒ: المحلی، قاہرہ، ج ۶، ص ۱۵۸
۲۱ھ القرآن: ۲۸: ۷۷
۲۲ھ القرآن: ۷۰: ۲۴-۲۵
۲۳ھ مسلم: صحیح، جلد دوم، کتاب اللقطہ
۲۴ھ بحوالہ ابن حزم: محولہ بالا، ص ۱۵۸
۲۵ھ القرآن: ۵۹: ۹
۲۶ھ القرآن: ۷۶: ۸-۹
۲۷ھ القرآن: ۶۴: ۱۷
۲۸ھ امام محمدؒ. الجامع الصغیر، ج ۱، ص ۴۵۴
۲۹ھ بحوالہ محمد حفظ الرحمٰن: اسلام کا اقتصادی نظام، ندوۃ المصنفین، دہلی، ۱۹۵۹ء، ص ۳۶۹
۳۰ھ ابوداؤد: السنن، ج ۲، ص ۴۲
۳۱ھ القرآن: ۲: ۲۷۹
۳۲ھ ایضاً
۳۳ھ القرآن: ۱۰۴: ۲
۳۴ھ بحوالہ سید قطب: العدالۃ الاجتماعیۃ فی الاسلام (اردو ترجمہ)، اسلامک پبلیکیشنز، لاہور ۱۹۶۹ء، ص ۲۲۶
۳۵ھ مشکوٰۃ المصابیح، محولہ بالا ایڈیشن، باب الاحتکار، حدیث نمبر ۱-۲
۳۶ھ ایضاً، حدیث نمبر ۵-۶
۳۷ھ القرآن: ۵: ۹۰
۳۸ھ بخاری: صحیح، ج ۱، کتاب العتق، ص ۳۴۹
۳۹ھ بیہقی: السنن، ج ۶، کتاب الاجارات
۴۰ھ ابن ماجہ وطبرانی عن ابن عمر بحوالہ جمع الفوائد، میرٹھ (ہند) ۱۳۴۵ھ، جلد اول، ص ۲۵۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۴۱؎ بخاری: صحیح، جلد اوّل، کتاب الاجارہ، بروایت ابی ہریرۃ، ص ۳۰۲

۴۲؎ القرآن: ۲۸: ۲۶

۴۳؎ رواہ احمد بحوالہ مجمع الزوائد، ج ۸، ص ۹۸

۴۴؎ القرآن: ۸۳: ۱-۳

۴۵؎ القرآن: ۱۱: ۸۴

۴۶؎ القرآن: ۱۱: ۸۵

۴۷؎ رواہ الترمذی بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح، کتاب البیوع، باب السلم والرہن، الفصل الثانی، حدیث نمبر ۳

۴۸؎ مشکوٰۃ المصابیح، باب المنہی عنہا من البیوع، فصل الاول، آخری حدیث

۴۹؎ بحوالہ رسالہ لواء الاسلام، قاہرہ، جون ۱۹۵۳، ص ۱۰۰

۵۰؎ امام مالک: موطا، کتاب الزکاۃ، باب عشور اہل الذمہ. کنز العمال، ج ۳، روایات نمبر ۲۶۵۲ تا ۲۶۵۸

۵۱؎ ابن تیمیہ: الحسبہ فی الاسلام، مطبع مؤیّد، قاہرہ، ۱۳۱۸ھ، ص ۴۳

۵۲؎ بخاری: صحیح (اردو) قرآن محل کراچی۔ جلد سوم، حدیث نمبر ۲۰۲۱

۵۳؎ ترمذی: جامع (اردو) قرآن محل کراچی ۱۹۶۷، جلد اول، حدیث نمبر ۱۰۹۴

۵۴؎ ایضاً محولہ بالا، حدیث نمبر ۱۳۴۳

۵۵؎ ابن سعدؒ: الطبقات الکبریٰ، بیروت، ۱۹۵۷، جلد سوم، ص ۳۱۰، ۳۲۴

۵۶؎ رواہ ابوداؤد و ابن ماجہ بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح۔ باب لاتحل مسئلۃ الخ، فصل دوم - حدیث نمبر ۱۵

۵۷؎ ابو یوسف: کتاب الخراج، دار الاصلاح، قاہرہ، ص ۳۱

۵۸؎ القرآن: ۲: ۲۱۹

۵۹؎ بخاری: صحیح، جلد دوم، فضائل عثمان رضی اللہ عنہ

۶۰؎ ابو یوسف: کتاب الخراج، مطبعۃ سلفیہ، قاہرہ ۱۳۸۲ھ، ص ۱۲۵ - ابو عبید، ص ۴۳

۶۱؎ ابو یوسف، محولہ بالا ایڈیشن، ص ۱۱۱

۶۲؎ الماوردیؒ: الاحکام السلطانیہ، مطبعۃ الجمہوریۃ التجاریہ، قاہرہ، ص ۱۹۸

۶۳؎ القرآن: ۴: ۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

٦٤ـه رواه ابن کثیر فی تفسیرہ، انظر سورۃ الحجرات

٦٥ـه مشکوٰۃ المصابیح، باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق، حدیث نمبر ۵۲

٦٦ـه القرآن: ۵: ۲

٦٧ـه القرآن: ٦۰: ۸-۹

٦۸ـه الشیبانی، محمد بن حسن: شرح کتاب السیر الکبیر، مطبعۃ مصر شرکۃ مساہمۃ مصریہ ۱۹۵۷ء، جلد اول، باب صلۃ المشرک، ص ۹٦

٦۹ـه ابو یوسف: محولہ بالا ایڈیشن، ص ۱۳۵

© rasailojaraid.com